GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

A Research Review on the Qualities of a Good Wife in the Quran and Sunnah

قرآن وسنت میں نیک بیوی کے اوصاف ایک تحقیقی جائزہ

Hafiz Ghulam Rasool Raza
Uzma Ismail
Dr. Muhammad Shahid Habib
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University Islamabad &Faculty Member, University of Gujrat at- gh.rasulraza786@gmail.com
M.Phil Scholar, Institute of Humanities & Arts, Khawaja Fareed University of Engineering and Information Technology, Rahim Yar Khan.
Assistant Professor, Institute of Humanities & Arts, Khawaja Fareed University of Engineering and

Abstract

There is no doubt that the women of our time need to be educated on this subject, and this is because the Ummah in general is lax in this matter, while women in particular are disturbed. And they are backsliders, they generally agree to bad traits and vices, bowing their heads before Iblis and his army, and this is the reason why they are averse to what Allah Almighty has commanded. What was permissible for the people was that it was a way for their life and a way for their salvation.So this was the rampant spread of destruction due to which the hearts and faces were turned away from their Lord and their Creator, and when Shaytan prevailed over them, he made this Ummah forget its religion.To whom Allah has given the blessing of Islam, he should be aware of himself to avoid falling into the trap of (this misguidance) and this is only possible when the Messenger of Allah, may Allah bless him and grant him peace, Shari'ah should be followed so that in this way he can gain the pleasure of his Lord.Muslim women should be more careful and this is because woman is instinctively and naturally weak and weak. There is more severe evil in it than in men and therefore there will be more women in Hell. The Prophet said:- I looked into the fire and saw many of them were women. That is, when I looked into Hell, I saw that most of the women were there. A virtuous wife should take more care to fulfill the responsibilities that Allah has assigned to her regarding her husband and his household.
Keywords- Research Review Qualities, Good Wife, Quran and Sunnah

شادی کے بعد زندگی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے، اسے پُرامن اور خوشحال بنانے میں شوہر اور بیوی دونوں کا کردار اہم ہے، چنانچہ انہیں ایک دوسرے کا خیر خواہ، ہمدرد، سُخن فہم (یعنی بات کو سمجھنے والا)، مزاج آشنا (مزاج کو جاننے والا)، غم گسار اور دلجوئی کرنے والا ہونا چاہیئے۔ کسی ایک کی سُستی ولاپرواہی اور نادانی گھر کا سکون برباد کر سکتی ہے۔

<u>نیک بیوی کی پہلی صفت وہ صالحہ اور قانتہ ہو :</u>

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ [1]

ترجمہ: ''نیک عورت فرماں بردار ہوتی ہے (اپنے رب کی بھی اور اپنے خاوند کی بھی) پوشیدہ باتوں کی حفاظت کرتی ہے بہ سبب اس کے کہ اللہ نے اس کی بھی حفاظت فرمائی ہے۔ ''قرآن مجید کی یہ آیت نیک بیوی کی صفات میں بڑی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

اہمیت کی حامل ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو مرد کی قوّامیت حاکمیت و بالادستی بیان فرمائی جس سے ازخود یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ گھر کا نظام امن وسکون کے ساتھ تب ہی چل سکتا ہے جب اس گھر میں آنے والی بیوی خاوند کی بالا دستی کو تسلیم کرے گی،اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

اس میں نیک بیوی کی فرماں برداری اور پوشیدہ معاملات کی حفاظت اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال،اس کے گھر اور اپنی عصمت کی حفاظت جیسی صفات کو مرد کی قوامیت کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بیوی مرد کی اس فطری بالادستی کو تسلیم نہیں کرے گی،وہ نیکی اور فرماں برداری کے تقاضے بھی پورے نہیں کرسکے گی جب کہ ان تقاضوں کی ادائیگی ہی پر گھر کے امن وسکون کا انحصار ہے۔ غیبی معاملات کی حفاظت کا سبب اللہ نے یہ بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیوی کے حقوق بھی محفوظ کردیے ہیں اور وہ اس طرح کہ مرد کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ بیوی کو حق مہر دے،اس کے نان نفقہ اور رہائش کا انتظام کرے اور اس کی دیگر ضروریات پوری کرے۔ اس قسم کی صالحہ اور قانتہ بیوی کے ساتھ مرد کی زندگی نہایت خوش گوار گزرتی ہے اور حالات و معاملات میں کوئی کشیدگی اور تناؤ پیدا نہیں ہوتا۔البتہ جو بیوی ان صفات سے محروم ہوگی تو اس کے اندر ان صفات کے برعکس نشوز پیدا ہوگا جو شوہر اور زوجہ کے تعلقات کو ناخوشگوار بنائے رکھے گا۔

<u>بیوی ناشزہ نہ ہو:</u>

رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ[2]

ترجمہ:”وہ عورتیں جن سے تمہیں نشوز کا خوف ہو تو تم ان کو وعظ ونصیحت کرو اور ان کو بستروں میں الگ کردو اور ان کی سرزنش کرو۔ “نشوز عربی زبان میں ارتفاع(بلندی) کو کہتے ہیں۔یہاں اس لفظ کا مطلب یہ ہوگا کہ جو بیوی، شوہر کو بالادست سمجھنے کی بجائے،اپنی بالادستی منوانے کی کوشش کرے گی اور اس کی اطاعت کرنے کے بجائے اپنا حکم چلائے گی اور شوہر کو زیردست رکھنے کی کوشش کرے گی تو چونکہ یہ نشوز فطرت کے خلاف ہے تو اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو دو وجہ سے بیوی پر قوام بنایا ہے،ایک کا تعلق وھبی صفت سے ہے کہ اس کو عورت کے مقابلے میں زیادہ قوت وتوانائی اور زیادہ دماغی وذہنی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے،دوسری کا تعلق کسبی صفت سے ہے کہ شوہر محنت کرکے بیوی کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے(مہر،نان نفقہ اور دیگر ضروریات مرد کے ذمے ہے) جو بیوی صالحہ،قانتہ ہوتی ہے وہ اس حقیقت کو سمجھتی ہے اور شوہر کی شکر گزار اور فرماں بردار بن کر رہتی ہے اور جو صالحہ قانتہ نہ ہو،وہ عدم اطاعت اور ناشکری کا راستہ اختیار کرکے فطرت سے جنگ کرتی ہے،اس کے نتیجے میں میاں بیوی کے تعلقات میں جو ناہمواری اور ناخوش گواری پیدا ہوتی ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کا حل یہ بتلایا ہے کہ:

- اس کو وعظ ونصیحت کی جائے،اس کو اللہ سے ڈرایا جائے۔
- یہ کارگر نہ ہو تو مرد رات کو اس کے ساتھ سونا چھوڑدے اور رات کی حد تک علیحدگی اختیار کرلے۔
- یہ علیحدگی بھی اس کو سمجھنے پر آمادہ نہ کرے تو اس کو ہلکی سے مار مارلے جس سے اس کے کسی عضو کو نقصان نہ پہنچے۔کیونکہ اس تادیب(سرزنش) سے مقصود اس کی اصلاح ہے نہ کہ اس کو جسمانی نقصان پہنچانا۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

- اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر خاندان کے لوگوں کو صورت حال سے مطلع کر کے دو حکم (ثالث) مقرر کیے جائیں، جو دونوں کی باتیں سن کر اس کی روشنی میں ان کا فیصلہ کریں۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ نیک بیوی کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ناشزہ نہ ہو یعنی وہ خاوند کی فرماں بردار ہو نہ کہ اس کو اپنا فرماں بردار بنانے والی۔ گھر میں اس کی بالا دستی کو تسلیم کرنے والی ہو نہ کہ اپنے کو بالا دست سمجھنے والی، خاوند کی بن کر رہنے والی ہو نہ کہ خاوند کو اپنا بنا کر رکھنے والی اور خاوند کے حق کو سمجھنے والی اور اس کو ادا کرنے والی ہو نہ کہ اس کے برعکس صرف اپنا ہی حق جتلانے اور منوانے والی۔

خیر اور بھلائی کے کاموں میں خاوند کی فرماں بردار ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التی تسرہ إذا نظر، وتطیعہ إذا أمر ولا تخالفہ فیما یکرہ فی نفسہا ومالہ [3]

”وہ عورت، جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کن نظر سے دیکھے، جب خاوند اس کو کسی بات کا حکم دے تو اسے بجالائے اور عورت اپنے نفس اور خاوند کے مال میں اس کی خواہش کے برعکس ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو اس کے خاوند کو ناپسند ہو۔“

خاوند کا استقبال مسکراہٹ اور اچھے لباس میں کرنے والی ہو:

اس حدیث میں فرماں برداری کے علاوہ چند اور صفات کا بھی بیان ہے۔ ان میں ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا رویہ اور اس کی ہیئت ایسی ہو کہ خاوند اس کو دیکھ کر باغ باغ ہو جائے۔ اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ بیوی مسکراہٹ کے ساتھ خاوند کا استقبال کرے، منہ بنایا ہوا نہ ہو، خفگی اور ناراضی کے آثار چہرے پر نہ ہوں، غصے میں بھری ہوئی نہ ہو۔

اپنی عصمت وآبرو کا پورا تحفظ کرنے والی ہو:

ایک صفت یہ معلوم ہوئی کہ اپنی عصمت وآبرو کا پورا تحفظ کرے اور کسی بھی وقت اور کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے خاوند کو کوئی شکایت پیدا ہو یا اس کی مردانہ غیرت وحمیت کے خلاف ہو۔ اسی لیے ایک حدیث میں بیوی کو یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ وہ گھر میں ایسے کسی شخص کو آنے کی اجازت نہ دے جس کو خاوند ناپسند کرتا ہو۔

اس حدیث کے بین السطور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر میں خاوند کے قریبی رشتے دار چھوٹے بڑے بھائی (عورت کے دیور، جیٹھ) اور اسی طرح عورت کے قریبی رشتے دار، اس کے ماموں زاد، چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، سے بھی پردے کا اہتمام کرے، ان سے بے تکلف نہ ہو۔ ان سے زیادہ بے تکلفی، قربت اور بے پردگی نہایت خطرناک ہے جس سے اس کی عصمت کی ردائے تقدس بھی تار تار ہو سکتی ہے۔ اس لیے حدیث میں دیور، جیٹھ وغیرہ کو موت قرار دیا گیا ہے۔

خاوند کے مال میں بے جا تصرف نہ کرے:

ایک اور صفت اس حدیث میں یہ بتلائی گئی ہے کہ بیوی خاوند کے مال میں ایسا تصرف نہ کرے جو خاوند کو ناپسند ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ فضول خرچی سے اور اسی طرح غیر ضروری چیزوں میں پیسے خرچ کرنے سے اجتناب کرے اور ہر وقت مرد کی آمدنی کو سامنے رکھے اور اس کے مطابق ہی اپنا بجٹ بنائے اور اسی دائرے میں رہ کر ہی سب کچھ خرچ کرے۔ حتیٰ کہ صدقہ وخیرات بھی اسی دائرے میں رہ کر کرے تاکہ خاوند کو بھی اس پر اعتراض نہ ہو اور اگر کہیں صدقہ وخیرات زیادہ کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو خاوند سے مشورہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اس طرح طاقت سے زیادہ صدقہ وخیرات نہ کرے جس سے گھریلو بجٹ متاثر ہو یا خاوند کے لیے مشکلات کا باعث ہو۔

بچوں پر نہایت مہربان، خاوند کے مفادات کا خیال رکھنے والی:

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

ایک حدیث میں بہترین اور صالح ترین بیوی کی یہ دو صفات بیان ہوئی ہیں:

أحناہ علی ولد فی صغرہ وأرعاہ علی زوج فی ذات یدہ[4]

''اپنے بچوں پر جب کہ وہ کم عمر ہوتے ہیں، بڑی مہربان اور شفیق اور اپنے خاوندوں کے معاملات میں ان کے مفادات کا بہت خیال رکھنے والی۔''

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کا دائرۂ کار گھر کی چار دیواری ہے جس میں گھریلو امور سر انجام دینے کے علاوہ، مزید دو ذمے داریوں کا بوجھ بھی اس نے اٹھانا ہے۔ ایک بچوں کی حفاظت، جس میں حمل سے لے کر رضاعت تک اور اس کے بعد بھی بدوِ شعور تک کے مراحل ہیں۔ دوسرے خاوند کی خدمت و اطاعت۔ گویا بیوی نے بہ یک وقت تین خدمات سر انجام دینی ہیں:

- امور خانہ داری۔
- بچوں کی پرورش و نگرانی۔
- خاوند کی خدمت اور اس کی خواہشات کی تسکین۔

یہ تینوں خدمات اتنی عظیم ہیں کہ اس کے شب و روز کے تمام لمحات اس میں صرف ہو جاتے ہیں یوں وہ پورے طور پر مرد کی شریک زندگی بن کر مرد کو سکون مہیا کرتی ہے جس کی وجہ سے مرد گھریلو معاملات سے بے فکر ہو کر یکسوئی سے کسب معاش میں مصروف رہتا ہے۔

اسی لیے شریعت اسلامیہ نے عورت کو کسب معاش کے جھمیلوں میں ڈالنا پسند نہیں کیا ہے کیونکہ یہ دوہری ذمے داری ہوتی کہ وہ گھر کا سارا انتظام بھی سنبھالے اور گھر کا نظام چلانے کے لیے سرمایا بھی مہیا کرے۔ یہ ظلم ہے اسلام نے عورت کو اس ظلم سے بچایا اور کسب معاش کا مکمل ذمے دار مرد کو قرار دیا ہے۔

خاوند کی خدمت و اطاعت کی اسلام میں کتنی اہمیت اور تاکید ہے، اس کا اندازہ ذیل کی چند احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔[5]''

دوسری حدیث میں فرمایا:

''عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔[6]''

خاوند جب بھی بیوی کو بلائے، بلا تاخیر اس کی خواہش پوری کرے:

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی، اگر خاوند اس سے اپنی (ہم بستری کی) خواہش کا اظہار کرے جب کہ وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو (پار کاب ہو، کہیں جانے کے لیے گاڑی وغیرہ میں بیٹھی ہو) تب بھی اسے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔''[7]

انکار کرنے والی بیوی پر فرشتے لعنت کرتے ہیں

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔''

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

''جب عورت اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں تآنکہ وہ لوٹ آئے۔[8]''

رب تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ! ما من رجل یدعوا امرأتہ إلی فراشھا، فتأبی علیہ إلا کان الذی فی السماء ساخطا علیھا، حتی یرضی عنھا[9]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ اس کے پاس آنے سے انکار کر دیتی ہے تو رب بھی اس پر ناراض ہوتا ہے یہاں تک کہ خاونداس سے راضی ہو جائے۔''

اس مضمون کی احادیث کی بنیاد پر علماء نے کہا ہے کہ کسی شرعی عذر کے بغیر عورت کا اپنے شوہر کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے حتی کہ حیض کے ایام میں بھی اس کے لیے انکار کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ حالت حیض میں بھی جماع کے علاوہ خاوند کو عورت سے لطف اندوز ہونے کی اجازت ہے۔ جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس حالت میں بیویوں سے بوس وکنار (مباشرت) کرنا ثابت ہے۔

معصیت میں خاوند کی اطاعت کی اجازت نہیں البتہ خاوند اگر عورت کو ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے تو معصیت الٰہی والے کاموں میں خاوند کی اطاعت نہیں بلکہ انکار ضروری ہے۔ جیسے خاوند عورت کو حالت حیض میں جماع پر مجبور کرے تو عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ انکار کر دے اور اس کو یہ ناجائز خواہش پوری نہ کرنے دے۔ یا جیسے آج کل بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو اپنے دوستوں کے سامنے بے پردہ آنے پر یا سرے سے بے پردہ ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ خاوند کے کہنے پر ایسا کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[10]

''جس کام میں خالق کی معصیت ہو، وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔''

بنا بریں کسی بھی کام یا معاملے میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی، نہ اپنی مرضی سے اور نہ خاوند یا کسی اور کے کہنے پر۔ اس قسم کے موقع پر یعنی دین پر ثابت قدمی کی وجہ سے جو تکلیف یا آزمائش آئے، اس کو برداشت کیا جائے، یہ دنیا کی آزمائش آخرت کے اس عذاب کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو اللہ کی نافرمانی کے نتیجے میں مل سکتا ہے۔ عورت مرد کی قوامیت (حاکمیت) کو برداشت کرے۔

گھر کا نظام صحیح طریقے سے چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکم اور سربراہ بنایا ہے کیونکہ کسی ایک کی حاکمیت اور سربراہی کے بغیر کوئی بھی نظام نہیں چل سکتا (اس کی وجوہ گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔) عورت اگر چاہتی ہے کہ وہ امن وسکون اور آرام وراحت کی زندگی گزارے تو اس کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ مرد کی فطری قوامیت کو تسلیم کرے۔

اس کا ایک تقاضا تو یہ ہے کہ مرد اپنے حاکمانہ اختیارات کو ظلم وجبر کے لیے استعمال نہ کرے بلکہ جس طرح ایک سمجھ دار حاکم وقت (خلیفہ، بادشاہ) اپنی رعایا کے ساتھ شفقت ونرمی اور عدل وانصاف کا معاملہ کرتا ہے، اسی طرح مرد بھی اپنی چھوٹی سی مملکت (گھر) میں نرمی، شفقت اور عدل و انصاف سے کام لے اور عورت کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچا کر اچھی حکمرانی کی مثال قائم کرکے اللہ کو خوش کرے۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

دوسرا تقاضا یہ ہے کہ عورت مرد کی حاکمانہ حیثیت کو تسلیم کرے اور خود قوّام بننے کی سعی نہ کرے، اس سے باہم تعاون کے بجائے تصادم اور ٹکراؤ پیدا ہوگا جس سے گھر کا سکون برباد ہو جائے گا۔ بعض عورتیں بعض وجوہات کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں اور مرد کے مقابلے میں ہر موقعے پر اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس سے اکثر و بیشتر معاملات بگڑ جاتے اور گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ مرد کتنا بھی نرم خُو، صلح جُو اور مرنجاں مرنج قسم کا ہو لیکن عورت کی تفوّق و برتری تسلیم کرنا اس کے لیے مشکل ہے۔ بنا بریں ظاہری حالات کے اعتبار سے چاہے عورت مرد سے ممتاز ہو، مثلاً وہ اونچے خاندان کی ہو، اصحاب حیثیت گھرانوں سے اس کا تعلق ہو، یا حسن و جمال میں منفرد ہو اور مردان چیزوں میں اس سے فروتر ہو۔ تب بھی عورت کی سرتابی اور برتری جتلانے کی روش گھر کو برباد کر سکتی ہے۔ بھلائی اسی میں ہے کہ عورت، عورت بن کر ہی رہے، مرد بننے کی کوشش نہ کرے، ماتحتی والی تواضع ہی اختیار کرے، حاکمانہ خوابوں سے اپنے کو بچائے۔ "من تواضع للہ رفعہ اللہ" "جو اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے۔"

کسی کے لیے بددعا نہ کرے:

عورت جبلی طور پر کمزور ہے اسی لیے اسے صنف نازک کہا جاتا ہے۔ اس فطری کمزوری کی وجہ سے عورت جلد ہی پریشان ہو جاتی ہے اور بددعا دینے پر اتر آتی ہے۔ بچوں نے پریشان کیا تو ان کو بددعا دینی شروع کر دی، خاوند کے رویے کی وجہ سے اس کو بددعا دے دی، حتیٰ کہ بعض دفعہ اپنے آپ کے لیے بھی بددعا کر دیتی ہے۔ یہ طرز عمل یکسر غلط ہے، عورت کو ہر موقعے پر صبر و تحمل، برداشت اور حوصلہ مندی سے کام لینا چاہیے اور زبان سے اپنے لیے یا بچوں کے لیے یا خاوند یا گھر کے کسی اور فرد کے لیے ایسے بددعا کے الفاظ نہیں نکالنے چاہئیں کہ اگر وہ اللہ کے ہاں قبول ہو گئے تو عورت پچھتانے پر مجبور ہو جائے۔ اس لیے کہ اس کی بددعا کے نتیجے میں اگر اولاد یا خاوند یا خود اسے نقصان پہنچے گا تو اس کا خمیازہ تو اس کو بھی بھگتنا پڑے گا، ظاہر بات ہے کہ یہ رویہ دانش مندی کے خلاف ہے۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتدعوا علی أنفسکم، ولاتدعوا علی أولادکم ولاتدعوا علی أموالکم لاتوافقوا من اللہ ساعة یسأل فیھا عطاء فیستجیب لکم [11]

"تم اپنے آپ کے لیے بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کے لیے بددعا نہ کرو، اپنے مالوں کے لیے بددعا نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھاری بددعا ایسی گھڑی کو پالے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے اسے قبول فرما لیتا ہے، تو تمھاری بددعا تمھارے لیے قبول ہو جائے۔"

جنتی عورتوں کی صفات سے متصف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنتی عورتوں کی بہت سی صفات بیان فرمائی ہیں، جن میں بہت سی تو ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لیے بطور انعام خصوصی، وہ صفتیں ان کے اندر ودیعت فرمائے گا جس کی تفصیل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ وہ صفتیں دنیا میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں، بلکہ بعض تو ممکن بھی نہیں ہیں۔

تاہم بعض صفتیں ایسی ہیں کہ ہر بیوی اپنے آپ کو ان صفات سے آراستہ کر سکتی ہے۔ مثلاً:

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ [12]

- قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ: کا مطلب ہے اپنی نگاہوں کو پست رکھنے والی جس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھنے والی نہ ہو۔ ہر مومنہ عورت کو اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرنی چاہیے۔ اس کا مرکز توجہ، اس کی رعنائیاں اور اس کا سب کچھ صرف اور صرف خاوند کے لیے ہو، کسی اور کی طرف اس کی توجہ مبذول نہ ہو۔

- لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (جن کو کسی انسان نے چھوا نہ جن نے) یعنی جنتی عورتوں کی طرح وہ پاک دامن ہو۔ خاوند کے علاوہ کسی بھی غیر محرم نے اسے چھوا نہ ہو۔
- ایک صفت جنتی عورتوں کی یہ بیان کی گئی ہے کہ [مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ] وہ خیموں میں بند (رہنے والی) ہوں گی۔ یعنی بن سنور کر بازاروں میں، کلبوں میں پھرنے والی، دوسرے کی باہوں میں جھولنے والی نہ ہو، بلکہ گھر کی چار دیواری میں اپنے خاوند ہی کی بن کر رہنے والی ہو۔

قرآن کریم میں بیان کردہ نیک عورتوں کی صفات:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی حسب ذیل صفات بیان فرمائی ہیں:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا [13]

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں بر دار مرد اور فرماں بردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

مذکورہ صفات جس طرح ایک مومن مرد کے لیے ضروری ہیں، اسی طرح مومنہ بیوی کو بھی ان صفات کا حامل ہونا چاہیے۔ اگر مرد کے اندر یہ صفات ہوں لیکن بیوی ان سے محروم ہو تو مرد کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بھی ان صفات کا حامل بنائے۔ اسی طرح اگر بیوی ان صفات سے متصف ہو لیکن شوہر ان سے محروم ہو تو عورت کوشش کرے کہ اس کے خاوند کے اندر بھی یہ مومنانہ صفات پیدا ہوں تاکہ دونوں ایک ساتھ جنت میں جائیں۔

خاوند کو تسلی دینے والی:

نیک بیوی کی ایک صفت یہ ہے کہ خاوند کو زندگی میں کوئی ایسا مرحلہ پیش آجائے جس سے وہ گھبرا جائے اور اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا ہو جائے تو بیوی اس کو تسلی دے، اس کی ڈھارس بندھائے اور اس کی خوبیوں کا ذکر کر کے اس کو اللہ سے اچھی امیدیں وابستہ کرنے کی تلقین کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں جب غیر متوقع طور پر پہلی مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور جبریل نے سورہ علق کی ابتدائی آیات پڑھنے کی تلقین کی تو آپ چونکہ امی (غیر تعلیم یافتہ) تھے تو آپ کی زبان مبارک سے وہ الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے اور آپ جبریل کے جواب میں یہی فرماتے تھے ما انا بقاری (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) جبریل آپ کو بھینچتے اور آپ یہی فرماتے۔ جبریل نے تین مرتبہ آپ کو بھینچا جس کے بعد آپ کی زبان مبارک پر وحی کے الفاظ جاری ہو گئے۔

اس واقعے کی اصل حقیقت آپ نہیں سمجھ سکے کہ یہ کیا ہے؟ اور یہ کون شخص ہے جس نے آپ کو کچھ الفاظ پڑھانے کی کوشش کی؟ جس پر آپ ایک انجانے خوف میں مبتلا ہو گئے۔ اور آپ اسی خوف و دہشت کے عالم میں گھر تشریف لائے، آپ کے جسم پر ایک کپکپی سی کیفیت طاری تھی اور آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: زملونی، زملونی، "مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اندازہ لگا لیا کہ آپ

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

کی ساتھ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس سے آپ پر خوف اور دہشت کی کیفیت طاری ہوگئی ہے،اس موقعے پر ایک سمجھ دار خاتون کی طرح انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی خوبیوں کا تذکرہ کرکے فرمایا کہ آپ کے اندر تو یہ یہ خوبیاں ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا ہی معاملہ فرمائے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"کلا، واللہ ! مایخزیک اللہ أبدا، إنک لتصل الرحم و تحمل الکل وتکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق[14]

"ہر گز نہیں، اللہ کی قسم ! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی حزن و غم میں مبتلا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، تھکے ہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کو کما کر کھلاتے ہیں، مہمان کی میز بانی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والے مصائب پر مدد کرتے ہیں۔"

دوسری تدبیر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ اختیار فرمائی کہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ یہ ورقہ دور جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عبرانی زبان جاننے کی وجہ سے انجیل کی باتوں کا علم بھی رکھتے تھے، انھوں نے یہ ماجرا سنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا تھا تو انھوں نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اس طرح انھوں نے بھی آپ کو تسلی بلکہ خوش خبری دی کہ یہ تو وحی و رسالت کا وہ سلسلہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد بھی، جب کہ آپ کے حبالۂ عقد میں متعدد ازواج مطہرات تھیں، ان کو یاد کرتے اور ان کا تذکرہ فرماتے رہتے تھے حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بعض دفعہ ان کی تعریف سن کر رشک کا شکار ہو جاتیں حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار میں یہ سبق پنہاں ہے کہ خاوند کے ساتھ بیوی کا رویہ اس طرح اخلاص و ہمدردی پر مبنی ہونا چاہیے کہ بیوی اگر خاوند کی زندگی میں فوت ہو جائے تو مرد کے دل میں اس کی یادوں کا چراغ عمر بھر فروزاں رہے اور اس کو کبھی فراموش نہ کر سکے۔

نیک بیوی صبر وضبط کا نمونہ ہو:

اسی طرح بیوی کو صبر وضبط کا بھی ایسا نمونہ ہونا چاہیے جس سے شوہر کو بھی حوصلہ ملے اور پہنچنے والا صدمہ برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ غم و حزن کے موقعے پر بیوی بے صبری اور عدم برداشت کا مظاہرہ کرے گی تو یہ ایک تو شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ دوسرا شوہر کو بھی غلط راستے پر ڈالنے کی مجرم ہوگی۔ اس کے برعکس صبر وضبط کا مظاہرہ کرنے پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کی خوش خبری ہے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَیۡءٍ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِینَ ٱلَّذِینَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِیبَةࣱ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَیۡهِ رَٰجِعُونَ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوَٰتࣱ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةࣱۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ

"اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے رب کی طرف سے بخشش اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

اس کا بہترین نمونہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے پیش کیا جس میں قیامت تک آنے والی مسلمان عورتوں کے لیے بہترین سبق ہے۔ وہ ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ ام سلیم رضی اللہ عنہا۔

چنانچہ ریاض الصالحین میں ہے کہ

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا، ابو طلحہ (جب کام کاج کے لیے) باہر چلے گئے تو بیٹا فوت ہو گیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ (ان کی اہلیہ اور بچے کی ماں) ام سُلیم نے کہا: وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے پس بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا جو انھوں نے تناول فرمایا پھر بیوی سے ہم بستری کی۔ جب ابو طلحہ فارغ ہو گئے تو (بیوی نے بتلایا کہ بچہ تو فوت ہو گیا ہے)۔ اب اسے دفنا دو! ۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا بیان کیا آپ نے پوچھا: کیا رات کو تم نے ہم بستری کی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان دونوں کے لیے برکت عطا فرما۔ (چنانچہ اس دعا کے نتیجے میں، مدت مقررہ کے بعد) ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) مجھ سے ابو طلحہ نے کہا: ابو طلحہ حضرت انس کی والدہ ام سُلیم کے دوسرے خاوند تھے، یعنی حضرت انس کے سوتیلے باپ تھے۔ ام سلیم کے پہلے خاوند حضرت انس کے والد، مالک بن نضر تھے جو اسلام لانے کے بجائے شام چلے گئے تھے اور وہیں فوت ہو گئے۔ حضرت انس کی والدہ نے اس کے بعد ابو طلحہ سے نکاح کر لیا۔) اس بچے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، کچھ کھجوریں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں لے لیں اور ان کو منہ میں چبایا، پھر وہ اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیں، اور اس کو (یوں) گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔[16]

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا: انصار کے ایک آدمی نے انھیں بتایا کہ میں نے (اس) پیدا ہونے والے (بچے) عبداللہ کی اولاد سے نو لڑکے دیکھے، سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔[17]

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ کا ایک بیٹا، جو ام سلیم کے بطن سے تھا، فوت ہو گیا تو ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا: تم ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کی بابت مت بتلانا میں خود ہی ان کو بتلاؤں گی۔ چنانچہ ابو طلحہ آئے، ام سلیم نے رات کا کھانا ان کے سامنے رکھا، انھوں نے کھایا پیا، پھر پہلے سے کہیں زیادہ بن سنور کر ان کے پاس آئیں، انھوں نے ان سے ہم بستری کی، جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے اور ہم بستری کر لی ہے تو کہا: اے ابو طلحہ! ذرا بتلاؤ! اگر کچھ لوگ کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریتہ (عارضی طور پر) دیں، پھر وہ اپنی عاریت کے طور پر دی ہوئی چیز واپس مانگیں تو کیا ان کے لیے جائز ہے کہ وہ دینے سے انکار کر دیں؟ ابو طلحہ نے جواب دیا: نہیں۔ پس ام سلیم نے کہا: تم اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ سے ثواب کی امید رکھو! (یعنی تمھارا بیٹا بھی، جو اللہ ہی کا دیا ہوا تھا، اس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔) یہ سن کر وہ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: (جب میں گھر آیا تو کچھ بتلائے بغیر) تو نے مجھے یوں ہی چھوڑے رکھا حتی کہ میں ہم بستری تک سے آلودہ ہو گیا اور اس کے بعد تو نے مجھے میرے بیٹے (کی وفات) کی خبر دی۔ (اس کے بعد) وہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ ہوا وہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لیے تمھاری اس رات میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ ام سلیم کو حمل قرار پا گیا۔ (راویٔ حدیث حضرت انس نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، حضرت ام سلیم بھی (اپنے خاوند ابو طلحہ کے ہمراہ) آپ کے ساتھ تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کا معمول تھا کہ جب (سفر سے) مدینہ واپس تشریف لاتے تو رات کو تشریف نہ لاتے۔ جب یہ قافلہ مدینے کے قریب پہنچا تو ام سلیم کو دردزہ (زچگی کے عین وقت جو درد ہوتا ہے) شروع ہو گیا چنانچہ ابو طلحہ ان کی خدمت کے لیے رک گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ حضرت انس نے بیان کیا کہ پھر وقتی طور پر دردزہ رک گیا اور ابو طلحہ بھی مدینہ آ گئے، وہاں آ کر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، پس میری والدہ ام سلیم نے مجھے کہا: اس کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جب تک تم صبح صبح اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش نہیں کر دیتے۔ پس صبح ہوتے ہی میں اسے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔
18

اس حدیث سے ہمیں معاشرتی زندگی کے لیے بہت سی ہدایات ملتی ہیں۔ مثلاً:

- ایک صابر و شاکر بیوی کا کردار کہ بچہ فوت ہو گیا لیکن کوئی جزع فزع، واویلا، بین اور نوحہ وماتم نہیں کیا۔ حتیٰ کہ خاوند جب گھر آتا ہے تو پہلے ایک خدمت گزار بیوی کی طرح خاوند کی تمام ضروریات کا اہتمام کرتی ہیں اور اس کے بعد خاوند کو ایک نہایت اچھوتے انداز سے بچے کی وفات کی اطلاع دیتی ہیں۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خاوند کی خدمت اور اسے آرام و سکون پہنچانا ایک نیک بیوی کا اولین فرض ہے۔
- گھر میں خاوند کے لیے سولہ سنگھار اور زیب و زینت کا اہتمام کرنا مستحسن ہے۔

شکر گزار ہو:

نیک بیوی کی ایک اہم صفت شکر گزاری ہے، یعنی عسر و یسر، خوش حالی اور تنگ دستی ہر حالت میں اللہ کا بھی شکر ادا کرے اور اپنے خاوند کی بھی شکر گزار ہو۔

آج کل ہماری معیشت و معاشرت میں جو تکلفات درآئے ہیں، اس نے ہر مرد و عورت کو احساس محرومی میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے کلمات تشکر ہماری زبان پر آتے ہی نہیں ہیں، نہ اللہ کے لیے اور نہ خاوند اور والدین کے لیے، حالانکہ انسان پر سب سے پہلے احسانات اللہ تعالیٰ کے ہیں، پھر والدین کے اور خاوند کے اور درجہ بدرجہ دیگر قرابت داروں کے۔ اللہ کے ساتھ ساتھ ان سب کا مرہون احسان رہنا نہایت ضروری ہے، ورنہ انسان ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ ناشکری بہت بڑا جرم ہے اور عورتوں کی اکثریت اسی ناشکری کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنے گی۔

اللہ کی اور خاوند کی ناشکری، ایک بڑا جرم ہے۔۔۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ

> عن عبداللہ بن عباس قال فی حدیث خسوف الشمس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت النار فلم أر کالیوم منظرا قط، ورأیت أکثر أہلہا النساء، قالوا: لم یا رسول اللہ! قال بکفرھن، قیل یکفرن باللہ؟ قال یکفرن العشیر ویکفرن الإحسان، لو أحسنت الی احداھن الدھر ثم رأت منک شیئا قالت: مارأیت منک خیرا قط[19]

> ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن کا واقعہ بیان فرمایا، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خوف کی نماز پڑھائی، اس نماز میں آپ کو جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کروایا گیا، نماز کے بعد آپ نے اس کی کچھ تفصیل بیان فرمائی۔ اس میں آپ نے فرمایا: ”میں نے جہنم کو بھی دیکھا، اور اس جیسا (ہولناک) منظر، جو میں نے آج دیکھا، کبھی نہیں دیکھا۔ اور میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔ صحابہ نے پوچھا، اللہ کے رسول! اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ان کا ناشکری کرنا۔ پوچھا گیا، کیا اللہ کی ناشکری کرنا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور اس کے احسان کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو، پھر وہ تم سے کوئی ایسی بات دیکھ لے (جو اس کے مزاج اور طبیعت کے خلاف ہو) تو وہ کہے گی، میں نے تو تیرے ہاں کبھی سکھ دیکھا ہی نہیں۔“

اس حدیث میں عورتوں کی ایک بہت بڑی کمزوری کا بیان ہے اور وہ ہے خاوند کی ناشکری۔ بیوی شوہر کی رفیقِ زندگی اور شریکِ سفر ہے۔ زندگی میں نشیب و فراز اور حالات میں مدّ و جزر آتے رہتے ہیں۔ انصاف اور اخلاق کا تقاضا ہے کہ کبھی شوہر مشکلات میں پھنس جائے اور اس پر تنگ دستی کا دور آ جائے،

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

تو ایسے حالات میں بھی بیوی، شوہر کا اسی طرح ساتھ دے جیسے خوش حالی کے دور میں وہ دیتی رہی تھی اور حرف شکایت زبان پر لا کر مرد کی دل شکنی یا اس کی مشکلات میں اضافہ نہ کرے۔

جو بیویاں اس کے بر عکس رویہ اختیار کرتی ہیں اور تنگی میں بھی ان کی توجہ اپنے لباس، اپنے زیورات اور اپنی آسائشوں اور سہولتوں ہی پر رہتی ہے اور ان میں کمی آنے پر شوہروں کو کوستی اور شکوہ شکایتوں سے شوہروں کی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ناانصافی ہے اور خاوندوں کی ناشکری ہے، جو اللہ کو ناپسند ہے اور یہ صفت اسے اتنی ناپسند ہے کہ اس کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو جہنم میں ڈال دے گا۔

بنا بریں ضروری ہے کہ نیک بیویاں، جنت میں جانے کی خواہش مند بیویاں، اس حدیث رسول کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں اور کسی موقعے پر بھی خاوند کی ناشکری کریں اور نہ اللہ کی ناشکری کریں، کہ یہ دونوں ناشکریاں جہنم میں لے جانے کا باعث بن سکتی ہیں۔ بلکہ بہتر ہے کہ محرومی اور تنگ دستی کے موقعے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سامنے رکھی جائے جس میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے۔

انظروا الی من ھو اسفل منکم ولا تنظروا الی من ھو فوقکم فھو أجدر أن لا تزدروا نعمۃ اللہ علیکم[20]

"ان کو دیکھو جو تم سے کمتر ہیں، ان کو مت دیکھو جو تم سے برتر ہیں۔ اس طرح تم ان نعمتوں کی جو اللہ نے تمھیں عطا کیں ہیں ناقدری نہیں کروگے۔"

کمتر اور برتر دنیا کی حیثیت سے۔ یعنی دنیوی مال و اسباب یا ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے جو تم سے برتر ہے، اسے مت دیکھو، اس طرح تمھیں جو بے شمار نعمتیں حاصل ہیں، ان کی کوئی قدر تمھاری نظر میں نہیں رہے گی اور یوں تم اللہ کی ناشکری کروگے۔ اس کے برعکس جب تم اپنے سے کم تر یا اپنے سے بد شکل لوگوں کو دیکھوگے، تو تمھارے دل میں اللہ کی نعمتوں کا احساس پیدا ہوگا اور تم اللہ کا شکر کروگے۔ اس مفہوم کو ایک دوسری حدیث میں اس طرح واضح کیا گیا ہے۔

إذا نظر أحدکم إلی من فضّل علیہ فی المال والخلق، فلینظر إلی من ھو أسفل منہ ممن فضل علیہ[21]

"جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور پیدائش (حسن و جمال) میں اس سے زیادہ حیثیت رکھنے والا ہو، تو وہ ایسے شخص کو بھی دیکھے جو (مذکورہ حیثیتوں کے اعتبار سے) اس سے کمتر ہو۔"

ایک اور حدیث میں نقطۂ نظر کے مذکورہ دونوں پہلوؤں کے نتائج کو ان الفاظ میں واضح کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ شاکرا صابرا ومن لم تکونا فیہ لم یکتبہ اللہ شاکرا ولا صابرا، من نظر فی دینہ إلی من ھو فوقہ فاقتدی بہ۔ ومن نظر فی دنیاہ إلی من ھو دونہ فحمد اللہ علی مافضلہ بہ علیہ کتبہ اللہ شاکرا وصابرا ومن نظر فی دینہ إلی من ھو دونہ ونظر فی دنیاہ إلی من ھو فوقہ فأسف علی مافاتہ منہ لم یکتبہ اللہ شاکرا ولا صابرا[22]

"دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے شاکر و صابر لکھ دیتا ہے اور جس میں وہ نہیں ہوں گی، اسے اللہ شاکر و صابر نہیں لکھتا۔ جو شخص اپنے دین کے معاملے میں ایسے شخص پر نظر رکھتا ہے جو اس سے بڑھ کر ہے، پھر اس کی اقتداء کرتا ہے۔ اور دنیا کے معاملے میں اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے کمتر حیثیت کا حامل ہے، پھر اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس پر فضیلت عطا کی ہے۔ (ان دو خصلتوں کے حامل شخص کو) اللہ تعالیٰ شاکر

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

اور صابر لکھ دیتا ہے۔اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کمتر (دیندار) کو دیکھتا ہے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے برتر (مال دار) کو دیکھتا ہے اور پھر جو اسے (دنیا کے مال واسباب سے) میسر نہیں ہے اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نہ شاکر لکھتا ہے اور نہ صابر۔"

اس حدیث میں مذکورہ دو خصلتوں کی موجودگی یا عدم موجودگی کا نتیجہ بتلایا گیا ہے جس میں پہلی دو خصلتیں ہوں گی، وہ یقیناایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام کرے گا، کیونکہ اس کی نظر اپنے سے زیادہ متقی و پارسا شخص پر ہو گی اور وہ اسی کو نمونے کے طور پر اپنے سامنے رکھ کر اس کی اقتداء کرے گا۔دوسرے، وہ شخص اللہ کا شکر بھی خوب ادا کرے گا کیونکہ وہ ہر وقت ان کو دیکھے گا جو اس سے بھی زیادہ محروم قسم کے لوگ ہیں، تو قدرتی طور پر ہر وقت اس کی زبان کلمات حمد سے تر اور اس کا دل اعتراف نعمت سے معمور رہے گا۔اس کے برعکس جس شخص کے اندر یہ دو خصلتیں نہیں ہوں گی، وہ ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے سامنے وہ نمونے ہوں گے جو دین کے زیادہ پابند نہیں ہوں گے۔دوسرے، یہ شخص ہر وقت اپنی محرومی ہی کا گلہ اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہی کرے گا، کیونکہ اس کے آئیڈیل وہ لوگ ہوں گے جو محض دنیادار اور ہر طرح کے وسائل سے بہرہ ور ہوں گے۔

خلاصۃ البحث:

- شوہر حاکم ہوتا ہے اور بیوی محکوم،اس کے اُلٹ کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لایئے، لہٰذا جائز کاموں میں شوہر کی اطاعت کرنا بیوی کو شوہر کی نظروں میں عزت بھی بخشے گا اور وہ آخرت میں انعام کی بھی حقدار ہو گی۔
- بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آنے دے۔
- بیوی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ شوہر کے احسانات کی ناشکری سے بچے کہ یہ بُری عادت نہ صرف اس کی دنیوی زندگی میں زہر گھول دے گی بلکہ آخرت بھی تباہ کرے گی۔
- شوہر کام کاج سے گھر واپس آئے تو گندے کپڑے، اُلجھے بال اور میلے چہرے کے ساتھ اس کا استقبال اچھا تاثر نہیں چھوڑتا بلکہ شوہر کیلئے بناؤ سنگار بھی اچھی اور نیک بیوی کی خصوصیات میں شمار ہوتا ہے اور اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا اس کے حق میں نفل نماز سے افضل ہے۔
- بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی حیثیت سے بڑھ کر فرمائش نہ کرے،اس کی خوشیوں میں شریک ہو، پریشانی میں اس کی ڈھارس بندھائے، اس کی طرف سے تکلیف پہنچنے کی صورت میں صبر کرے اور خاموش رہے، بات بات پر منہ نہ پُھلائے، برتن نہ پچھاڑے، شوہر کا غصّہ بچوں پر نہ اتارے کہ اس سے حالات مزید بگڑیں گے، اسے دوسروں سے حقیر ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے، اس پر اپنے اِحسانات نہ جتائے، کھانے پینے، صفائی ستھرائی اور لباس وغیرہ میں اس کی پسند کو اہمیت دے، الغرض اُسے راضی رکھنے کی کوشش کرے۔
- شوہر ناراض ہو جائے تو اُس حدیثِ پاک کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے جس میں جنتی عورت کی یہ خوبی بھی بیان کی گئی ہے کہ جب اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تو وہ کہتی ہے: میرا یہ ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے، جب تک آپ راضی نہ ہوں گے میں سوؤں گی نہیں۔(معجم صغیر، ج ا، ص ۴۶)

حوالہ جات:

[1] النساء: ۳۴

[2] النساء: ۳۴

[3] سنن النسائي، حدیث: ۲۳۳

[4] صحیح البخاري، حدیث: ۵۳۶۵

[5] جامع الترمذي، حدیث: ۱۱۵۹

[6] صحیح مسلم، حدیث: ۱۰۲۶

[7] سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۸۵۳

[8] صحیح البخاري، حدیث: ۹۴/۵۱۹۳

[9] صحیح مسلم، حدیث: ۱۴۳۶

[10] جامع الترمذي، کتاب فضال الجهاد باب ماجاء لا طاعۃ فی معصیۃ الخالق، مجم الکبیر طبرانی ۱۸/۱۷۰، حدیث نمبر: ۳۸۱

[11] صحیح مسلم، حدیث: ۳۰۰۹

[12] سورہ رحمن: ۵۶

[13] احزاب ۳۵:

[14] صحیح البخاري، حدیث: ۲

[15] البقرۃ: ۱۵۷-۱۵۵

[16] صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیۃ المولود۔ حدیث نمبر: ۵۴۷۰، صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب الاستحباب تنیک المولود: حدیث: ۲۱۴۴

صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب من لم یظہر حزنہ عند المصیبۃ، حدیث نمبر ۱۳۰۱[17]

[18] ریاض الصالحین، باب الصبر، بحوالہ صحیح البخاري، حدیث: ۱۳۰۱، ۵۴۷۰، و صحیح مسلم، حدیث: ۲۱۴۴

[19] صحیح البخاري، کتاب النکاح باب کفران العشیر وھوالزوج، وھوالخلیط من لمعاشرۃ حدیث نمبر: ۵۱۹۷

[20] صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق، حدیث: ۲۹۶۳

[21] صحیح البخاري: کتاب الرقائق۔ باب لینظرالی من ھوا: حدیث: ۶۴۹۰، و صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق، حدیث: ۲۹۶۳

[22] تاب صفۃ القیامۃ، باب النظر الی من ھوافوقہ فی الدین